مکی معاشرت کی تنظیمِ جدید میں حضرت قصی بن کلاب کی قائدانہ بصیرت: سماجی و رفاہی پہلوؤں کا مطالعہ

The Leadership Vision of Qusayy ibn Kilab in the Institutional Reorganization of Meccan Society: An Analytical Study of Its Social and Welfare Dimensions

Saira Batool
PhD Scholar (Islamic Studies) NCBA&E, Lahore, Sub Campus Multan
sairaqmz8@gmail.com

Prof. Dr. Muhammad Hussain Azad
HOD, Department of Islamic Studies, NCBA&E Lahore, Sub Campus Multan
drhussain.mul@ncbae.edu.pk

Abstract:
This article analyzes the socio-political and economic leadership of Qusayy ibn Kilab (RA) and his transformative role in reorganizing pre-Islamic Meccan society. It argues that Qusayy unified the dispersed clans of Quraysh, centralized authority around the Kaʿbah, and established institutional structures such as Dār al-Nadwah, along with organized religious offices including ḥijābah, siqāyah, and rifādah. These reforms marked the transition of Mecca from tribal fragmentation to structured civic order. The study further highlights his economic and welfare initiatives, including urban settlement planning, management of water resources, collective financial support for pilgrims, and the foundations of commercial alliances later reflected in the Qur'ānic concept of īlāf. Collectively, these measures fostered socio-economic stability and prepared the institutional groundwork that later supported the mission of the Prophet Muhammad (ﷺ).

Keywords:
Qusayy ibn Kilab, Quraysh, Pre-Islamic Mecca, Socio-Economic Reforms

تمہید:

حضرت قصی بن کلاب بن مرہ، رسولِ اکرم ﷺ کے چوتھے جد امجد ہیں۔ آپ کا تعلق قریش کے معزز خاندان سے تھا اور نسبی اعتبار سے آپ کو قریش میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ مؤرخین کے مطابق قصی وہ پہلی شخصیت ہیں جنہیں مکہ میں قریش کی متفقہ قیادت حاصل ہوئی۔(۱)

حضرت قصی بن کلاب تاریخِ عرب کی ان مرکزی شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے مکہ مکرمہ کی سماجی، قبائلی اور سیاسی ساخت کو ایک منظم صورت عطا کی۔ آپ رسولِ اکرم ﷺ کے چوتھے جدِ امجد ہیں، اور نسبی اعتبار سے قریش کی وحدت اور قیادت کا نقطۂ آغاز بھی آپ ہی کی ذات سے وابستہ ہے۔ سیرت اور تاریخ کی کلاسیکی کتب اس امر پر متفق ہیں کہ حضرت قصی وہ پہلی شخصیت ہیں جن کے ہاتھوں قریش ایک منتشر قبائلی مجموعے سے نکل کر ایک متحد اور منظم سماجی اکائی کی صورت میں سامنے آئے۔(۲) اس تناظر میں حضرت قصی کا تعارف محض ایک نسبی جد کے طور پر نہیں بلکہ ایک سماجی مصلح اور تنظیم ساز کے طور پر سامنے آتا ہے۔

نسبی لحاظ سے حضرت قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر ہیں، اور اسی فہر کی نسبت سے قریش کہلائے۔ اس طرح حضرت قصی قریش کے اس مرکزی نسبی دھارے سے تعلق رکھتے تھے جو بعد میں عرب

معاشرے میں مذہبی اور سماجی قیادت کا حامل بنا۔ مؤرخین کے مطابق حضرت قصی کی ولادت اگرچہ مکہ سے باہر ہوئی، تاہم بعد ازاں انہوں نے مکہ میں قیام اختیار کر کے خانہ کعبہ اور اس کے اطراف کی تولیت اپنے ہاتھ میں لی، جو ان کے نسبی وقار اور سماجی بصیرت دونوں کا مظہر ہے۔(۳)

حضرت قصی کے نسبی مقام کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ ان سے پہلے قریش میں کوئی واحد اور متفقہ قیادت موجود نہ تھی۔ مختلف خاندان خانہ کعبہ کے اطراف منتشر حالت میں رہتے تھے اور بعض مذہبی و سماجی ذمہ داریاں غیر قریشی قبائل کے پاس تھیں۔ حضرت قصی نے اپنے نسبی حق اور سیاسی بصیرت کے ذریعے ان ذمہ داریوں کو قریش کے اندر منتقل کیا اور یوں قریش کو مکہ کی مرکزی قوت بنا دیا۔(۴) یہ اقدام عرب قبائلی معاشرے میں نسب کی عملی قوت کی ایک نمایاں مثال ہے۔

جدید سماجی تاریخ کے نقطۂ نظر سے حضرت قصی کے نسبی مقام کو structural leadership کی ایک مثال کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ ایرا لیپیڈس کے مطابق قبل از اسلام عرب معاشرے میں وہی خاندان قیادت کے منصب پر فائز ہوتے تھے جو مذہبی مرکزیت، نسبی استحکام اور سماجی خدمات تینوں عناصر کو یکجا کر لیتے تھے، اور حضرت قصی کی ذات ان تینوں کا جامع نمونہ تھی۔(۵)

سیرت نبوی ﷺ کے تناظر میں حضرت قصی بن کلاب کی حیثیت اس لیے بھی بنیادی ہے کہ انہوں نے مکہ میں جس سماجی، قبائلی اور مذہبی نظم کی بنیاد رکھی، وہی نظم بعد میں رسولِ اکرم ﷺ کے ظہور کے وقت موجود تھا۔ اگر حضرت قصی کی نسبی اور سماجی تنظیم نہ ہوتی تو مکہ اس درجے کی مرکزیت حاصل نہ کر پاتا جو بعد میں دعوتِ اسلام کے لیے ناگزیر ثابت ہوئی۔ اس طرح حضرت قصی کا تعارف اور نسبی مقام اجدادِ نبی ﷺ کے سماجی کردار کی تفہیم میں ایک فیصلہ کن سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت قصی بن کلاب (زید) بن مرہ بن کعب بن لؤی قریش کی تاریخ میں ایک مرکزی اور فیصلہ کن شخصیت کے طور پر معروف ہیں۔ ان کا اصل نام "زید" تھا، تاہم "قصی" کا لقب انہیں اس وجہ سے ملا کہ وہ بچپن میں اپنی والدہ کے ساتھ قبیلہ بنو عذرہ کے ہاں دور دراز علاقے میں پرورش پائے اور بعد ازاں مکہ واپس آئے، گویا وہ اپنے وطن سے "قصی" (دور) رہے تھے۔(٦)

نسبی اعتبار سے وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عدنانی نسل سے تعلق رکھتے تھے، اور ان کا سلسلۂ نسب کعب بن لؤی کے ذریعے قریش کے مرکزی شجرۂ نسب سے جڑتا ہے۔

قریش عرب کی شیرازہ بندی اور دار الندوہ کا قیام

جزیرۂ عرب قبل از اسلام منتشر قبائل، متحارب گروہوں اور غیر مرکزی معاشرتی ڈھانچے کا حامل خطہ تھا، جہاں سیاسی وحدت کا فقدان اور قبائلی عصبیت غالب عنصر تھا۔ ایسے ماحول میں قریش کی شیرازہ بندی اور مکہ مکرمہ کی منظم آباد کاری ایک تاریخی اور تمدنی پیش رفت تھی، جس نے عرب معاشرے کو انتشار سے نظم کی طرف منتقل کیا۔ اس عمل کی قیادت بالخصوص قصی بن کلاب نے کی، جنہیں قریش کی اجتماعی تنظیم کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ ابن ہشام قصی کے کردار کو یوں بیان کرتے ہیں:

((وكان قصي أول من جمع قريشًا من بطونها، فأنزلهم مكة، وقسم بينهم رباعها))(۷)

یہ روایت اس امر کی دلیل ہے کہ قصی نے نہ صرف منتشر قبائل کو جمع کیا بلکہ مکہ میں باقاعدہ شہری تقسیم کی بنیاد رکھی۔

قصی کی اس شیرازہ بندی کا پہلا مظہر دارالندوہ کا قیام تھا، جو مکہ کی سیاسی و مشاورتی کونسل تھی۔

بلاذری لکھتے ہیں: ((وبنى قصي دار الندوة، فكانت قريش لا تقضي أمرًا إلا فيها))(۸)

دارالندوہ دراصل مکہ کا پہلا ادارہ جاتی نظم تھا، جہاں نکاح، جنگ، تجارتی معاہدات اور اجتماعی فیصلے طے پاتے تھے۔ اس ادارے نے قبائلی انتشار کو محدود کر کے ایک مرکزی نظم کو فروغ دیا، جو بعد ازاں اسلامی شورائی نظام کے لیے بھی تمہیدی مثال ثابت ہوا۔

قریش کی آباد کاری کا دوسرا اہم پہلو بیت اللہ کی مرکزیت کے گرد شہری تنظیم تھا۔ مکہ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا مظہر تھا ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ﴾(۹) اس لیے اس کی آباد کاری محض جغرافیائی ضرورت نہیں بلکہ مذہبی تقدیر کا حصہ تھی۔ قصی نے قبائل کو بیت اللہ کے قرب و جوار میں اس انداز سے بسایا کہ ہر خاندان کو اس کے مقام کے مطابق جگہ دی گئی۔ ابن کثیر لکھتے ہیں:

((فصار أمر مكة إلى قصي، فجمع شمل قريش، وأعزهم بعد تفرق))(۱۰)

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ قصی کی قیادت نے قریش کو عزت اور وحدت عطا کی، جو پہلے میسر نہ تھی۔

معاشی اعتبار سے بھی قریش کی آباد کاری ایک اہم پیش رفت تھی۔ مکہ زرعی وسائل سے محروم تھا، لہٰذا قریش نے تجارت کو ذریعۂ معاش بنایا۔ قرآنِ مجید نے اس تجارتی نظم کو سورۃ قریش میں محفوظ کیا :

﴿لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ . إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ﴾(۱۱)

مفسرین کے مطابق "اِیلاف" سے مراد وہ تجارتی معاہدات اور امن کی ضمانتیں ہیں جو قریش کو دیگر قبائل اور ریاستوں سے حاصل تھیں۔(۱۲)

اس طرح قریش نے مذہبی مرکزیت کو معاشی استحکام سے مربوط کر کے ایک پائیدار شہری معیشت کی بنیاد رکھی۔

قریش کی شیرازہ بندی میں مذہبی خدمت بھی مرکزی عنصر تھا۔ سقایہ) حاجیوں کو پانی پلانا (اور رفادہ) مہمان نوازی (جیسے ادارے اسی منظم شہری نظم کا حصہ تھے۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں:

((وكانت السقاية والرفادة في بني هاشم، وهي من أعظم مفاخرهم)) (۱۳)

یہ خدمات محض فلاحی اقدامات نہ تھے بلکہ مکہ کی مذہبی مرکزیت کو عملی صورت دینے کا ذریعہ تھے۔ اسی نظم نے بعد میں سیدنا ہاشم اور عبدالمطلب کے دور میں مزید استحکام حاصل کیا۔

سیاسی و سماجی زاویے سے دیکھا جائے تو قریش کی شیرازہ بندی نے قبائلی عصبیت کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا، مگر اسے ایک مرکزی نظم کے تابع کر دیا۔ ابن خلدون کے نظریۂ عصبیّت کے مطابق:

((العصبية إذا اجتمعت على مقصد واحد قوي سلطانها)) (۱۴)

قریش نے اپنی عصبیّت کو بیت اللہ کی خدمت اور تجارتی مفاد کے گرد مجتمع کر کے اسے تخریبی قوت کے بجائے تعمیری طاقت میں بدل دیا۔ یہی اجتماعی شعور بعد میں اسلامی دعوت کی قبولیت کے لیے ایک سماجی فریم ورک فراہم کرتا ہے۔

مزید برآں، قریش کی آبادکاری نے مکہ کو ایک محفوظ تجارتی اور مذہبی زون میں تبدیل کیا۔ قرآن نے اس امن کی نعمت کو یوں بیان کیا: ﴿أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ﴾(۱۵)

اس آیت میں ''حرمًا آمِنًا'' کا تصور اسی شہری نظم کی کامیابی کا مظہر ہے، جس کے نتیجے میں مکہ امن و تجارت کا مرکز بن گیا۔

نتیجتاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ قریش کی شیرازہ بندی اور آبادکاری عرب معاشرے کی تاریخ میں ایک بنیادی تبدیلی تھی۔ قصی بن کلاب کی قیادت میں منتشر قبائل کو مجتمع کیا گیا، دارالندوہ جیسے ادارے قائم ہوئے، بیت اللہ کی مرکزیت کو شہری منصوبہ بندی سے مربوط کیا گیا، اور تجارت کو معیشت کی بنیاد بنایا گیا۔ یہ تمام عناصر مل کر مکہ کو ایک منظم شہری، مذہبی اور معاشی مرکز میں تبدیل کرتے ہیں۔ یہی مرکز بعد ازاں رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت کا نقطۂ آغاز بنا اور عالمی تاریخ کا رخ بدلنے کا سبب ثابت ہوا۔

حضرت قصی بن کلاب کا سب سے نمایاں کارنامہ قریش عرب کی شیرازہ بندی اور مکہ مکرمہ میں ان کی مستقل آبادکاری ہے۔ قصی سے قبل قریش کے مختلف خاندان مکہ اور اس کے اطراف میں منتشر حالت میں رہتے تھے اور خانہ کعبہ کے معاملات پر جرہم اور دیگر قبائل کا اثر باقی تھا۔ حضرت قصی نے اس صورتحال کو بدل کر قریش کو ایک متحد سماجی قوت میں تبدیل کیا۔

مکہ مکرمہ میں مستقل آبادکاری اور اس کے سماجی و معاشی مضمرات

حضرت قصی نے قریش کو مکہ میں مستقل آبادکاری کی طرف راغب کیا، جس کے نتیجے میں خانہ بدوشی کی جگہ مستقل سکونت نے لے لی۔ اس تبدیلی نے معاشی سرگرمیوں، سماجی روابط اور مذہبی خدمات کو ایک نیا استحکام فراہم کیا۔(۱۶)

تاریخی روایات کے مطابق قصی بن کلاب نے قریش کو وادیوں اور پہاڑی درّوں سے نکال کر بیت اللہ کے اردگرد باقاعدہ آباد کیا۔ ابن ہشام بیان کرتے ہیں:

((فأنزل قصي قريشًا بطحاء مكة، فجعل لكل بطن من قريش رباعًا معروفة))(۱۷)

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مکہ میں رہائشی تقسیم کا باقاعدہ انتظام کیا گیا، جس کے ذریعے ہر قبیلے کو متعین مقام فراہم کیا گیا۔ یہ اقدام قبائلی تنازعات کو محدود کرنے اور شہری نظم کو مستحکم کرنے کا ذریعہ بنا۔ مستقل آبادکاری کے ساتھ ہی سماجی نظم کی ضرورت بھی پیدا ہوئی۔ قصی نے دارالندوہ قائم کی، جو اجتماعی مشاورت، نکاح، جنگی فیصلوں اور سیاسی امور کا مرکز تھی۔ البلاذری لکھتے ہیں:

((وكانت قريش لا تعقد أمرًا عظيمًا إلا في دار الندوة))(۱۸)

یہ ادارہ مکہ میں ابتدائی شہری نظم کی مثال تھا، جہاں فیصلے شخصی طاقت کے بجائے اجتماعی مشاورت کے ذریعے طے ہوتے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مکہ میں سماجی نظم قبائلی عصبیت کے باوجود ایک منظم ڈھانچے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ معاشی اعتبار سے مستقل آبادکاری نے مکہ کو ایک تجارتی مرکز میں تبدیل کیا۔ چونکہ یہ وادی زرعی وسائل سے محروم تھی، اس لیے تجارت کو بنیادی ذریعۂ معاش بنایا گیا۔ قرآنِ مجید میں قریش کی تجارتی سرگرمیوں کا ذکر یوں آیا ہے:

﴿لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ . إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ﴾ (۱۹)

طبری اس "اِیلاف" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے مراد وہ معاہدات اور امن کی ضمانتیں ہیں جو قریش کو حاصل تھیں، جس کے ذریعے وہ شام و یمن کے سفر کرتے تھے ۔(۲۰)

یہ تجارتی نظم شہری استحکام کا ستون بن گیا اور مکہ کو علاقائی معیشت کا فعال مرکز بنا دیا۔

حضرت قصی کی قیادت نے مکہ کے سماجی ڈھانچے کو یکسر تبدیل کر دیا۔ ان کی قائم کردہ وحدت اور آبادکاری نے قریش کو عرب معاشرے میں مرکزی حیثیت عطا کی۔ مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ اگر حضرت قصی کی اصلاحات نہ ہوتیں تو مکہ اس درجے کی مذہبی اور سماجی مرکزیت حاصل نہ کر پاتا۔(۲۱)

یہی سماجی ڈھانچہ بعد میں حضرت ہاشم، عبدالمطلب اور بالآخر رسولِ اکرم ﷺ کے لیے ایک مضبوط معاشرتی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

حضرت قصی بن کلاب کی سماجی قیادت کے اہم پہلو

حضرت قصی بن کلاب کی سماجی قیادت نے مکہ مکرمہ اور قریش کی تاریخ میں ایک ہمہ گیر اور دور رس اثرات مرتب کیے، جنہوں نے نہ صرف قبائلی انتشار کو وحدت میں بدلا بلکہ ایک ایسا شہری و مذہبی نظم قائم کیا جو بعد ازاں نبوی ﷺ بعثت کے لیے بنیادی پس منظر فراہم کرنے والا ثابت ہوا۔ قصی کی قیادت سے قبل قریش مختلف وادیوں اور پہاڑی درّوں میں منتشر تھے اور بیت اللہ کی تولیت بنو خزاعہ کے پاس تھی، جس کے نتیجے میں قریش سیاسی مرکزیت سے محروم تھے۔ قصی نے اس صورت حال کو تبدیل کیا اور قریش کو ایک متحد اور منظم قوت میں تبدیل کیا۔ ابن ہشام لکھتے ہیں :

((فجمع قصي قريشًا من منازلهم، فملك عليهم أمرهم، فكانوا له مطيعين))(۲۲)

یہ اقتباس اس بات کی دلیل ہے کہ قصی کی قیادت نے قبائلی انتشار کو اطاعت اور نظم میں تبدیل کر دیا۔

۱۔ان کی قیادت کا پہلا بڑا اثر سیاسی مرکزیت کا قیام تھا۔ قصی نے بنو خزاعہ سے مکہ کی تولیت حاصل کی اور حجابت، سقایہ، رفادہ اور لواء جیسے مناصب اپنے ہاتھ میں لے کر انہیں قریش کے اندر منظم طور پر تقسیم کیا۔ البلاذری بیان کرتے ہیں:

((فصارت الحجابة والسقاية والرفادة واللواء إلى قصي، فكان أول من جمعها في رجل واحد))(۲۳)

یہ اقدام سیاسی اقتدار کے ارتکاز اور انتظامی نظم کے قیام کی علامت تھا، جس سے مکہ ایک باقاعدہ شہری مرکز کے طور پر ابھرا۔

۲۔دوسرا اہم اثر ادارہ جاتی نظم کا قیام تھا۔ دارالندوہ کی بنیاد نے مکہ کو مشاورتی اور اجتماعی فیصلہ سازی کا مرکز فراہم کیا۔ یہاں جنگ و امن کے فیصلے، نکاحی معاہدات اور تجارتی امور طے پاتے تھے۔ یہ ادارہ قبائلی عصبیت کو منظم کرنے کا ذریعہ بنا۔ ابن خلدون کے مطابق:

((العصبية إذا انضمت إلى رأيٍ جامعٍ كانت أقرب إلى الملك))(۲۴)

قصی کی قیادت میں یہی ''رأي جامع'' پیدا ہوا جس نے قریش کی عصبیت کو منظم سیاسی قوت میں بدل دیا۔

۳۔تیسرا اثر مذہبی مرکزیت کا استحکام تھا۔ بیت اللہ کی خدمت کو قصی نے قریش کی اجتماعی شناخت کا محور بنایا۔ قرآنِ مجید میں بیت اللہ کو ﴿مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا﴾ (۲۵)قرار دیا گیا ہے، اور اس مرکزیت کی خدمت قریش کے لیے باعثِ شرف بن گئی۔ قصی کی اس حکمتِ عملی نے مذہبی تقدس کو سیاسی قیادت کے ساتھ مربوط کر دیا، جس سے قریش کو عرب قبائل میں ممتاز مقام حاصل ہوا۔

۴۔چوتھا اثر معاشی استحکام کی بنیاد رکھنا تھا۔ اگرچہ '' اِیلاف ''کا منظم تجارتی نظام بعد کے ادوار میں مکمل شکل اختیار کرتا ہے، تاہم اس کی ابتدائی بنیاد قصی کی تنظیمی پالیسیوں میں نظر آتی ہے۔ سورۃ قریش میں ارشاد ہے: ﴿لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ﴾ (۲۶)

مفسرین کے مطابق یہ معاہدات اور امن کی ضمانتیں قریش کے اجتماعی وقار اور مرکزیت کا نتیجہ تھیں۔(۲۷) قصی کی قیادت نے قریش کو وہ سیاسی و سماجی استحکام فراہم کیا جس کے بغیر تجارتی معاہدات ممکن نہ تھے۔

۵۔پانچواں اثر سماجی توازن اور ذمہ داریوں کی تقسیم تھا۔ قصی نے مناصب کو خاندانوں میں تقسیم کیا، جس سے طاقت کا ارتکاز کم اور قبائلی ہم آہنگی زیادہ ہوئی۔ ابن سعد لکھتے ہیں:

((فجعل قصي لكل بطن من قريش شرفًا يقوم به))(۲۸)

یہ تقسیم کار سماجی نظم کی علامت تھی، جس نے داخلی تنازعات کو کم کیا اور ایک متوازن قیادت کو فروغ دیا۔

قصی کی قیادت کے اثرات کا سب سے اہم پہلو یہ تھا کہ انہوں نے مکہ کو ایک محفوظ شہری مرکز میں تبدیل کیا۔ قرآن میں مکہ کے امن کا ذکر یوں آیا ہے: ﴿أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا﴾ (۲۹)

اگرچہ یہ آیت بعد کے تناظر میں نازل ہوئی، تاہم اس کا تاریخی پس منظر اسی شہری نظم اور اتحاد سے جڑا ہوا ہے جو قصی کی قیادت میں قائم ہوا۔

نتیجتاً حضرت قصی بن کلاب کی سماجی قیادت کے اثرات ہمہ جہت تھے: سیاسی مرکزیت، ادارہ جاتی نظم، مذہبی استحکام، معاشی بنیاد اور سماجی توازن یہ سب ان کے اقدامات کا نتیجہ تھے۔ انہوں نے قبائلی انتشار کو وحدت میں بدلا اور مکہ کو ایک منظم شہری ریاست کی ابتدائی شکل عطا کی۔ یہی منظم اور مستحکم سماجی ڈھانچہ بعد ازاں بنو ہاشم اور سیدنا عبدالمطلب کے ادوار میں مزید تقویت پایا اور بالآخر رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت کے لیے ایک موزوں اور باوقار پس منظر فراہم کرنے کا سبب بنا۔

حضرت قصی بن کلاب اور معاشی اصلاحات

ا۔ کنوؤں کا اجراء: مکہ مکرمہ کی جغرافیائی ساخت (جو ایک غیر زرعی اور بنجر وادی پر مشتمل تھی) نے اہلِ مکہ کو معاشی بقا کے لیے غیر معمولی حکمتِ عملی اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ قرآنِ مجید میں اس حقیقت کی طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے حوالے سے اشارہ ملتا ہے: ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ﴾(۳۰)

اس وادی کی معاشی محرومی نے قریش کو تجارت، پانی کے وسائل کی تنظیم، اور بین القبائلی معاہدات کی طرف متوجہ کیا۔ چنانچہ قریش کی قیادت بالخصوص قصی، ہاشم اور عبدالمطلب کے ادوار میں معاشی اصلاحات کا ایک منظم سلسلہ شروع ہوا جس نے مکہ کو ایک فعال تجارتی مرکز میں تبدیل کر دیا۔

معاشی اصلاحات کا پہلا اہم پہلو پانی کے وسائل کی تنظیم اور کنوؤں کا اجراء تھا۔ مکہ کی بقا کا انحصار پانی پر تھا، اور زمزم کے علاوہ دیگر کنوؤں کی کھدائی بھی شہری ضرورت بن چکی تھی۔ تاریخی روایات میں مذکور ہے کہ قصی بن کلاب نے مکہ میں بعض کنوؤں کی مرمت اور نظمِ آب رسانی کو بہتر بنایا، جبکہ سیدنا عبدالمطلب نے چاہِ زمزم کو ازسرنو جاری کیا۔ ابن ہشام لکھتے ہیں:

((فحفر عبد المطلب زمزم، فكانت سقايته أعظم شرفًا في قريش))(۳۱)

زمزم کی بازیافت نے نہ صرف مذہبی بلکہ معاشی اثرات بھی مرتب کیے، کیونکہ اس سے حاجیوں اور تاجروں کے لیے پانی کی فراہمی یقینی ہوئی، جو مکہ کی تجارتی سرگرمیوں کے لیے بنیادی ضرورت تھی۔

۲۔ رفادہ وسقایہ: معاشی اصلاحات کا دوسرا اہم پہلو "رفادہ" کا نظام تھا، جس کے تحت حاجیوں کی مہمان نوازی کے لیے اجتماعی چندہ جمع کیا جاتا تھا۔ البلاذری بیان کرتے ہیں:

((وكان قصي يفرض على قريش مالًا في كل موسم، فيصنع به طعامًا للحاج))(۳۲)

یہ اقدام ایک منظم مالیاتی نظام کی علامت تھا، جس کے ذریعے مذہبی خدمت اور معاشی نظم کو باہم مربوط کیا گیا۔ اس طرح مکہ کی معیشت مذہبی مرکزیت کے ساتھ ہم آہنگ ہو گئی۔

اگرچہ رفادہ اور سقایہ کے باقاعدہ اور منظم ادارے بعد میں حضرت ہاشم اور حضرت عبدالمطلب کے ادوار میں مکمل صورت اختیار کرتے ہیں، تاہم ان کی ابتدائی بنیاد حضرت قصی ہی کے قائم کردہ نظام میں موجود تھی۔ مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ قصی نے پہلی مرتبہ حاجیوں کے لیے اجتماعی سطح پر کھانے اور پانی کے انتظام کی روایت کو مضبوط کیا۔(۳۳)

رفادہ اور سقایہ کا تصور عرب معاشرے میں زائرین کی خدمت سے متعلق دو ایسے بنیادی سماجی اداروں کی ابتدائی صورت ہے جنہوں نے مکہ مکرمہ کی مذہبی مرکزیت کو عملی سماجی ذمہ داری سے جوڑ دیا۔ اگرچہ ان اداروں کی مکمل اور منظم

شکل بعد میں حضرت ہاشم اور حضرت عبد المطلب کے ادوار میں سامنے آئی، تاہم ان کی فکری اور عملی بنیاد حضرت قصی بن کلاب کے دور میں ہی رکھ دی گئی تھی۔ قصی سے قبل زائرین کے لیے پانی اور خوراک کی فراہمی انفرادی یا قبائلی سطح پر ہوتی تھی، جس میں نہ کوئی مستقل نظم تھا اور نہ ہی مساوات۔ حضرت قصی نے اس صورتحال کو بدلتے ہوئے پہلی مرتبہ اس خدمت کو اجتماعی سماجی فریضہ بنانے کی سمت قدم اٹھایا۔(۳۴)

سقایہ سے مراد زائرین اور حاجیوں کو پانی فراہم کرنا ہے، جبکہ رفادہ ان کے لیے خوراک کا بندوبست کرنے کو کہا جاتا ہے۔ ابتدائی دور میں یہ دونوں خدمات اگرچہ الگ الگ ادارہ جاتی ناموں کے ساتھ قائم نہ تھیں، تاہم عملی طور پر حضرت قصی نے ان کی بنیاد اس طرح رکھی کہ قریش کے معزز اور صاحبِ حیثیت خاندانوں کو حج کے موقع پر زائرین کے لیے پانی اور خوراک کی فراہمی میں حصہ ڈالنے کا پابند بنایا۔ بلاذری کے مطابق حضرت قصی نے قریش سے اجتماعی چندہ (مالی تعاون) لینے کی روایت قائم کی، جسے زائرین کی خدمت پر خرچ کیا جاتا تھا۔(۳۵) یہ اقدام عرب معاشرے میں اجتماعی فلاح کے تصور کا ایک اہم مظہر تھا۔

رفادہ و سقایہ کی ابتدائی شکل کا ایک نمایاں پہلو یہ تھا کہ ان خدمات کو نسبی تفاخر کے بجائے سماجی ذمہ داری کے طور پر دیکھا جانے لگا۔ اگرچہ ان خدمات کی انجام دہی قریش کے معزز خاندانوں کے سپرد تھی، تاہم ان کا مقصد ذاتی وقار بڑھانا نہیں بلکہ مکہ کی مذہبی ساکھ اور اجتماعی فلاح کو مضبوط کرنا تھا۔ ابن کثیر کے مطابق یہی سماجی شعور بعد میں بنو ہاشم کی پہچان بن گیا، جنہوں نے ان خدمات کو غیر معمولی وسعت دی۔(۳۶)

۳۔معاشی معاہدات: تیسرا اہم عنصر معاشی معاہدات کا قیام تھا، جس نے قریش کی تجارت کو بین الاقوامی سطح تک وسعت دی۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے: ﴿لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ . إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ﴾ (۳۷)

طبری "اِیلاف" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((أي لعهدهم الذي كانوا يعاهدون به الملوك، فيأمنون في أسفارهم))(۳۸)

یہ معاہدات شام، یمن اور حبشہ کے حکمرانوں کے ساتھ طے پاتے تھے، جس کے ذریعے قریش کو تجارتی قافلوں کی حفاظت اور رسائی کی ضمانت ملتی تھی۔ اس طرح مکہ ایک محفوظ تجارتی راہداری کا مرکز بن گیا۔

ایک اہم پہلو باہمی تجارت کا فروغ تھا۔ قریش نے نہ صرف بیرونی ریاستوں سے بلکہ داخلی قبائل سے بھی تجارتی تعلقات قائم کیے۔ ابن سعد لکھتے ہیں:

((وكانت قريش أهل تجارة، يضربون في الأرض صيفًا وشتاءً))(۳۹)

یہ مسلسل تجارتی سرگرمی مکہ کو عرب کے شمال و جنوب کے درمیان ایک پل میں تبدیل کرتی تھی۔ قریش کا اتحاد اور امنِ حرم اس تجارت کے لیے بنیادی ضمانت فراہم کرتا تھا۔

معاشی اصلاحات کے نتیجے میں مکہ میں سماجی استحکام بھی پیدا ہوا۔ قرآنِ مجید نے اس استحکام کو یوں بیان کیا: ﴿ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ . الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ﴾ (۴۰)

اس آیت میں "أطعمهم من جوع" معاشی کفالت اور "آمنهم من خوف" سیاسی و تجارتی امن کی طرف اشارہ ہے۔ یہ دونوں عناصر انہی اصلاحات کا نتیجہ تھے جو قریش کی قیادت نے اختیار کیں۔

ابن خلدون کے مطابق معاشی استحکام کسی بھی شہری ریاست کے قیام کے لیے بنیادی شرط ہے:

((العمران إنما يقوم بالمعاش، فإذا استقام المعاش استقام العمران))(۴۱)

مکہ میں کنوؤں کا اجراء، رفادہ کا نظام، تجارتی معاہدات اور باہمی تجارت اسی "معاش" کی تنظیم تھے، جنہوں نے شہری "عمران" کو استحکام بخشا۔

نتیجتاً قریش کی معاشی اصلاحات نے مکہ کو ایک بنجر وادی سے فعال تجارتی اور مذہبی مرکز میں تبدیل کر دیا۔ پانی کے وسائل کی تنظیم نے بنیادی ضروریات کو پورا کیا، رفادہ کے نظام نے اجتماعی مالیاتی نظم کو فروغ دیا، تجارتی معاہدات نے بین الاقوامی روابط قائم کیے، اور باہمی تجارت نے داخلی استحکام کو مضبوط کیا۔ یہی معاشی بنیاد بعد ازاں نبوی ﷺ بعثت کے لیے ایک مستحکم سماجی و اقتصادی پس منظر فراہم کرنے کا سبب بنی۔

حضرت قصی بن کلاب کی سماجی خدمات کا ایک نہایت اہم اور بنیادی پہلو ان کی معاشی اصلاحات ہیں۔ قریش کی شیرازہ بندی اور مکہ میں مستقل آبادکاری کے بعد سب سے بڑا چیلنج معاشی استحکام کا تھا، کیونکہ کسی بھی سماجی نظام کی مضبوطی اس کی معاشی بنیاد کے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔ حضرت قصی نے اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے پانی کی فراہمی، تجارتی نظم اور معاشی معاہدات جیسے امور پر خصوصی توجہ دی، جس کے نتیجے میں مکہ مکرمہ ایک مستحکم معاشی مرکز کی حیثیت اختیار کر گیا۔

۴۔ زائرین کے قیام و طعام کا اہتمام: حضرت قصی کے دور سے قبل مکہ آنے والے زائرین اور حاجیوں کے لیے کوئی منظم انتظام موجود نہ تھا۔ مختلف قبائل اپنی استطاعت کے مطابق زائرین کی جزوی خدمت کرتے تھے، جس کے نتیجے میں عدم مساوات، بے ترتیبی اور بعض اوقات محرومی جیسی صورتحال پیدا ہو جاتی تھی۔ مؤرخین کے مطابق حاجیوں کی خدمت کا نظام زیادہ تر انفرادی یا محدود قبائلی سطح پر تھا، جس میں مرکزی نظم کا فقدان تھا۔(۴۲)

یہ صورتحال مکہ جیسے مذہبی مرکز کے شایانِ شان نہ تھی اور ایک ایسے قائد کی متقاضی تھی جو اجتماعی سطح پر اس مسئلے کا حل پیش کرے۔

حضرت قصی بن کلاب کی اصلاحات سے قبل مکہ مکرمہ میں آنے والے زائرین اور حجاج کی حالت متعدد سماجی مسائل سے دوچار تھی، جو مکہ کی مذہبی مرکزیت کے باوجود اس کے غیر منظم سماجی و معاشی ڈھانچے کی عکاس تھی۔ اگرچہ خانہ کعبہ عرب معاشرے میں ایک مقدس مقام کی حیثیت رکھتا تھا اور مختلف قبائل حج اور دیگر مذہبی مناسک کے لیے یہاں آتے تھے، تاہم زائرین کے قیام، طعام اور تحفظ کے حوالے سے کوئی منظم یا اجتماعی انتظام موجود نہ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ زائرین کی سہولتیں زیادہ تر انفرادی یا قبائلی خیر سگالی پر منحصر تھیں، جو اکثر ناکافی اور غیر یقینی ثابت ہوتی تھیں۔(۴۳)

مکہ مکرمہ کی معیشت اور معاشرت کا استحکام ایک تدریجی اور منظم عمل تھا، جس کی بنیاد مذہبی مرکزیت، تجارتی سرگرمیوں اور سماجی خدمت کے باہمی ربط پر قائم ہوئی۔ بیت اللہ کی موجودگی نے مکہ کو روحانی مرکز بنایا، مگر اس مرکزیت کو پائیدار بنانے کے لیے معاشی وسائل اور سماجی نظم کی ضرورت تھی۔ قرآنِ مجید نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا: ﴿الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ﴾ (قریش:۴) اس آیت میں معاشی کفالت اور سماجی امن دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا گیا، جو اس بات کی علامت ہے کہ مکہ کی ترقی مذہبی، معاشی اور معاشرتی عناصر کے امتزاج کا نتیجہ تھی۔

معیشت کے استحکام میں سب سے اہم کردار تجارتی نظام اور "ایلاف" کے معاہدات کا تھا، جس کے ذریعے قریش کو شام و یمن کے سفر میں امن اور رسائی حاصل ہوئی۔ تاہم تجارت کے ساتھ ساتھ داخلی سماجی توازن بھی ضروری تھا، تاکہ شہر میں آنے والے زائرین اور تاجروں کے لیے سازگار ماحول فراہم کیا جا سکے۔

اسی مقصد کے لیے "سقایہ" اور "رفادہ" جیسے ادارے قائم کیے گئے، جو نہ صرف مذہبی خدمت بلکہ معاشی نظم کا حصہ تھے۔ ابن سعد لکھتے ہیں:

((وكانت الرفادة مالًا تجمعه قريش في الجاهلية، فيصنعون به طعامًا للحاج))(۴۴)

یہ نظام دراصل ایک اجتماعی مالیاتی تعاون کی مثال تھا، جس کے ذریعے زائرین کے قیام و طعام کا اہتمام کیا جاتا تھا۔

زائرین کے قیام و طعام کا اہتمام مکہ کی سماجی وقار کا اہم مظہر تھا۔ حاجیوں کی خدمت کو عرب معاشرے میں باعثِ شرف سمجھا جاتا تھا۔ البلاذری بیان کرتے ہیں:

((وكانت السقاية والرفادة من أعظم مفاخر قريش))(۴۵)

سقایہ کے تحت پانی کی فراہمی اور رفادہ کے تحت خوراک کی تقسیم نے مکہ کو ایک مہمان نواز اور محفوظ شہر کے طور پر متعارف کرایا۔ اس خدمت نے نہ صرف مذہبی تقدس کو بڑھایا بلکہ تجارتی روابط کو بھی مضبوط کیا، کیونکہ زائرین اور تاجر مکہ کو اعتماد اور سہولت کے مرکز کے طور پر دیکھنے لگے۔

معاشرتی استحکام کے لیے امنِ حرم کا تصور بھی بنیادی حیثیت رکھتا تھا۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

﴿أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (۴۶)

اس آیت میں "حرمًا آمِنًا" کا تصور مکہ کی سماجی سلامتی اور اقتصادی کشش کو ظاہر کرتا ہے۔ جب زائرین کو جان و مال کا تحفظ حاصل ہو، تو معاشی سرگرمیاں بھی فروغ پاتی ہیں۔ یہی امن مکہ کی معاشرتی تنظیم کا بنیادی ستون تھا۔ سماجی نظم کے قیام میں ذمہ داریوں کی تقسیم بھی اہم عنصر تھی۔ حجابت، سقایہ، رفادہ اور لواء جیسے مناصب مختلف خاندانوں میں تقسیم کیے گئے، جس سے طاقت کا توازن قائم رہا اور قبائلی رقابت کم ہوئی۔ ابن ہشام لکھتے ہیں: ((فجعل قصي لكل بطن من قريش شرفًا يقوم به))(۴۷)

یہ تقسیم کار سماجی ہم آہنگی کا ذریعہ بنی اور شہری نظم کو مضبوط کیا۔

ابن خلدون کے مطابق معاشرتی استحکام اس وقت حاصل ہوتا ہے جب معاشی وسائل اور سماجی اقدار ایک دوسرے کے معاون بن جائیں: ((إذا اجتمع المعاش والدين قوي العمران واستحكم))(۴۸)

مکہ میں یہی صورت حال پیدا ہوئی، جہاں مذہبی خدمت) دین (اور تجارتی نظم) معاش (نے مل کر شہری "عمران" کو مضبوط کیا۔

نتیجتاً مکہ مکرمہ میں معیشت و معاشرت کا استحکام ایک ہمہ جہت عمل تھا، جس میں تجارت، امن، مذہبی مرکزیت اور زائرین کی خدمت سب شامل تھے۔ زائرین کے قیام و طعام کا اہتمام محض مہمان نوازی نہ تھا بلکہ ایک منظم سماجی و اقتصادی حکمتِ عملی تھی، جس نے مکہ کو پورے عرب میں ایک باوقار اور محفوظ مرکز بنا دیا۔ یہی مستحکم معاشی و معاشرتی بنیاد بعد ازاں نبوی ﷺ بعثت کے لیے ایک موزوں اور منظم سماجی پس منظر فراہم کرنے کا سبب بنی۔

خلاصہ بحث:

جدید سماجی تاریخ کے زاویے سے دیکھا جائے تو حضرت قصی کی اصلاحات کو ایک pre-Islamic socio-economic stabilization process قرار دیا جا سکتا ہے۔ مورخین کے مطابق ایسے ابتدائی سماجی و معاشی استحکام

ہی بعد میں اسلامی ریاست اور معاشرتی اداروں کے قیام کے لیے بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے حضرت قصی کی قیادت محض ایک قبائلی اصلاح نہیں بلکہ ایک تہذیبی ارتقا کا مرحلہ تھی۔

ان تمام دلائل کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت قصی بن کلاب کی سماجی و معاشی اصلاحات نے مکہ میں معیشت اور معاشرت دونوں کو استحکام بخشا۔ اس استحکام نے نہ صرف قریش کو عرب معاشرے میں ایک مرکزی مقام دلایا بلکہ ایک ایسا سماجی ماحول بھی پیدا کیا جو بعد میں اجدادِ نبی ﷺ کی سماجی خدمات اور نبوی ﷺ مشن کے لیے موزوں ثابت ہوا۔ یوں معیشت و معاشرت کے استحکام پر حضرت قصی کے اثرات عرب تاریخ اور سیرتِ نبوی ﷺ کے مطالعے میں ایک بنیادی اور ناگزیر حیثیت رکھتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) ابن ہشام، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ ، تحقیق: مصطفیٰ السقا و دیگر، (قاہرہ: دار احیاء التراث العربی)، ج ۱، ص ۱۲۳۔

(۲) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۱۲۵۔

(۳) الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج ۲، ص ۲۵۶۔

(۴) البلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف۔ بیروت: دار الفکر، ج ۱، ص ۸۰۔

(5) Lapidus, I. M. (2002). A history of Islamic societies. Cambridge: Cambridge University Press., p. 11

(۶) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۱۲۰۔

(۷) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۱۲۳۔

(۸) البلاذري، أنساب الأشراف، ج ۱، ص ۸۲۔

(۹) ابراہیم: ۳۷۔

(۱۰) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنہایۃ۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج ۲، ص ۲۳۸۔

(۱۱) قریش: ۱۔ ۲۔

(۱۲) الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آي القرآن۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ج ۳۰، ص ۲۱۵۔

(۱۳) ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ۔ بیروت: دار صادر، ج ۱، ص ۷۵۔

(۱۴) ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد، المقدمۃ۔ بیروت: دار الفکر، ص ۲۶۳۔

(۱۵) القصص: ۵۷

(16) Lapidus, A History of Islamic Societies, p. 13

(۱۷) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۱۲۳۔

(۱۸) البلاذری، أنساب الأشراف، ج ۱، ص ۸۲۔

(۱۹) قریش: ۱۔۲

(۲۰) الطبری، جامع البیان، ج ۳۰، ص ۲۱۴۔

(۲۱) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۲، ص ۲۴۶۔

(۲۲) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۱۲۳۔

(۲۳) البلاذری، أنساب الأشراف، ج ۱، ص ۸۰۔

(۲۴) ابن خلدون، المقدمۃ، ص ۲۶۵

(۲۵) البقرۃ: ۱۲۵۔

(۲۶) قریش: ۱۔

(۲۷) الطبری، جامع البیان، ج ۳۰، ص ۲۱۴۔

(۲۸) ابن سعد، الطبقات الکبری، ج۱، ص ۷۳۔

(۲۹) القصص: ۵۷۔

(۳۰) ابراہیم: ۳۷۔

(۳۱) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج۱، ص ۱۵۳۔

(۳۲) البلاذری، أنساب الأشراف، ج۱، ص۸۱۔

(۳۳) بلاذری،انساب الاشراف،ج۱،ص۸۱۔

(۳۴) ابن ہشام،السیرۃالنبویۃ،ج۱،ص۱۳۵۔

(۳۵) البلاذری،انساب الاشراف،ج۱،ص۸۵۔

(۳۶) ابن کثیر،البدایہ والنہایہ،ج۲،ص۲۵۰۔

(۳۷) قریش: ۱۔۲

(۳۸) الطبری، جامع البیان، ج۳۰، ص ۲۱۴۔

(۳۹) ابن سعد، الطبقات الکبری، ج۱، ص ۷۰۔

(۴۰) قریش: ۳۔۴

(۴۱) ابن خلدون، المقدمۃ، ص ۲۷۳۔

(۴۲) الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک۔بیروت: دارالکتب العلمیہ،ج۲،ص۲۵۳۔

(۴۳) ابن ہشام،السیرۃالنبویۃ،ج۱،ص۱۲۳۔

(۴۴) ابن سعد، الطبقات الکبری، ج۱، ص ۷۴۔

(۴۵) البلاذری، أنساب الأشراف، ج۱، ص ۸۱۔

(۴۶) القصص: ۵۷۔

(۴۷) ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج۱، ص ۱۲۴۔

(۴۸) ابن خلدون، المقدمۃ، ص ۲۷۴۔

Bibliography

- Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik ibn Hishām, al-Sīrah al-Nabawiyyah (ed. Muṣṭafā al-Saqqā wa-ākharūn) (Cairo: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī)
- Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Tārīkh al-Umam wa al-Mulūk (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah)
- Al-Balādhurī, Aḥmad ibn Yaḥyā, Ansāb al-Ashrāf (Beirut: Dār al-Fikr)
- Lapidus, Ira M., A History of Islamic Societies (Cambridge: Cambridge University Press, 2002)
- Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar, al-Bidāyah wa al-Nihāyah (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah)
- Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Jāmiʿ al-Bayān ʿan Taʾwīl Āy al-Qurʾān (Beirut: Muʾassasat al-Risālah)
- Ibn Sa'd, Muḥammad ibn Sa'd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā (Beirut: Dār Ṣādir)
- Ibn Khaldūn, ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad, al-Muqaddimah (Beirut: Dār al-Fikr)

❖❖❖